چانن

ماہنامہ

چانن

کسان، مزدور عورتوں اور مردوں کی آواز

صرف ممبران کے لیے

ساؤتھ ایشیاء پارٹنر شپ، پاکستان | جلد11 ● شمارہ12 ● بھادوں ● اگست 2013ء

مقامی حکومتوں کا نظام مضبوط نہ کیا گیا تو کوئی بھی آمر شب خون مار سکتا ہے۔ محمد تحسین

تحریر: شکیل عباس

سول سوسائٹی نے بلدیاتی حکومتوں کے تینوں مراحل میں مخصوص نشستوں کے ذریعے خواتین کی 33 فیصد نمائندگی جبکہ کاشتکاروں، مزدورں کی دس اور غیر مسلموں کی نمائندگی پانچ فیصد تک رکھنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ پارٹی اور حلقہ کی بنیاد پر مشترکہ انتخابی نظام کے ذریعے ہونی چاہیے۔

لاہور میں آواز اور جوابدہی پروگرام کے تحت کام کرنے والی سرکردہ سول سوسائٹی تنظیموں، ساؤتھ ایشیاء پارٹنر شپ پاکستان کے محمد تحسین، عورت فاؤنڈیشن کی ممتاز مغل، ایس پی او کے سلمان عابد، سنگی ڈویلپمنٹ فاؤنڈیشن کے ایمل خٹک اور پائیدار ترقی پالیسی انسٹیٹیوٹ کے نمائندے نے ایک مقامی ہوٹل میں مشترکہ کانفرنس میں بلدیاتی انتخابات کے حوالہ سے سیٹزنز چارٹر آف ڈیمانڈ پیش کیا جس میں حکومتوں سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ آئین کے مطابق قانون سازی کریں اور بلدیاتی انتخابات کرائیں۔ آواز اور جوابدہی پروگرام کا مقصد جمہوری عمل کو آگے بڑھانا اور ریاست کے لیے شہریوں کے احتسابی عمل کو بہتر بنانا ہے۔ محمد تحسین نے کہا کہ " گذشتہ کئی سالوں سے مقامی حکومتوں کی سیاسی اہمیت پر باتیں ہوتی رہی ہیں۔ پاکستان کے شہری ہونے کے ناطے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح جمہوری عمل احسن طریقے سے مکمل کیا گیا ہے ہم اُمید کرتے ہیں کہ اب کوئی بھی آمر دوبارہ شب خون نہیں مارے گا۔ اسی طرح ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ مقامی حکومتوں کے نظام کو مضبوط کیا جائے تا کہ جمہوری حکومتوں کو استحکام ملے گا۔ اگر مقامی حکومت مضبوط نہیں ہوگی تو پھر کوئی بھی آمر دوبارہ آ کر شب خون مار سکتا ہے۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ مقامی حکومتوں کو آئین کے تیسرے درجے کی حکمرانی تسلیم کیا جائے اور آئینی تحفظ فراہم کیا جائیگا۔ مزید برآں نیشنل فنانس کمیشن کا کوئی ایسا فارمولا تیار کیا جائے جو صوبوں اور مقامی حکومتوں کے مفادات کو تحفظ فراہم کرے"۔ سلمان عابد نے کہا کہ " آئین یہ کہتا کہ مقامی حکومتوں میں عورتوں، کسانوں، اقلیتوں اور مزدوروں کو نمائندگی دی جائے۔ میثاقِ جمہوریت میں تین بڑی سیاسی جماعتوں نے دستخط کیے ہیں جس کے تحت مقامی حکومتوں کی بات کی گئی ہے۔ لوکل گورنمنٹ اور لوکل باڈیز میں فرق کو واضح کیا جائے۔ اس کے علاوہ ایک اور بڑا خلاء پیدا کیا جا رہا ہے وہ دیہی اور شہری علاقوں میں عورتوں، اقلیتوں اور کسانوں مزدوروں کی نمائندگی کو کم کرنا ہے۔ مزید برآں ایکٹ 2013ء میں مانیٹرنگ کمیٹیوں کے کردار کو مزید کم کر دیا ہے۔ اس نظام میں مصالحتی انجمنوں کی جگہ پنچائیت کو دے کر عام افراد کی نمائندگی محدود کر گئی ہے"۔ جماعتِ اسلامی کے امیر العظیم نے کہا کہ "جب سیاسی جماعتیں آتی ہیں تو ان کی کوشش ہوتی ہے کہ نظام کو کچن کیبنٹ اور پرائیویٹ لمیٹیڈ کمپنیوں کی طرح چلائیں۔ یہ ہمارا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ حکومت کو بنیادی سطح پر جمہوری طاقت کی ضرورت ہوتی ہے جو مقامی حکومتوں کے نظام کی بدولت ہی ممکن ہے۔ پنجاب اسمبلی میں نام کی حد تک حکومت موجود ہے۔ عوامی ترقی کسی بھی جمہوری حکومت کی اولین ترجیح ہونی چاہیے۔ موجودہ نظام شہری اور دیہی تقسیم اور تفریق کو تقویت بخش رہا ہے جس سے مسائل میں مزید اضافہ ہو رہا ہے"۔

> اس نظام میں مصالحتی انجمنوں کی جگہ پنچائیت کو دے کر عام افراد کی نمائندگی محدود کر دی گئی ہے۔ سلمان عابد (ایس پی او)

> بنیادی سطح پر جمہوری طاقت مقامی حکومتوں کے نظام کی بدولت ہی ممکن ہے۔ امیر العظیم (جماعت اسلامی)

> ایسا کوئی مقامی نظام جو عوام دوست نہ ہو کسی کے لئے بھی قابل قبول نہ ہوگا۔ فائزہ ملک (پیپلز پارٹی)

> لوکل گورنمنٹ حکومت کا تیسرا اہم ستون ہیں۔ ہم اسمبلیوں میں بھی اس کیلئے آواز بلند کریں گے۔ محمود الرشید (تحریک انصاف)

> ہمیں اپنی سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر مقامی نظامِ حکومت کو عوام کی ضرورتوں کے مطابق بنانا ہوگا۔ سردار وقاص اختر (ق لیگ)

پاکستان پیپلز پارٹی کی ممبر پنجاب اسمبلی فائزہ ملک نے دعویٰ کیا کہ " ہماری جماعت نے خواتین کو ہمیشہ سے بھرپور نمائندگی دی ہے مزید برآں ہمارے دورِ حکومت میں خواتین کے حقوق کے تحفظ کے حوالے سے جتنی قانون سازی ہوئی ہے اس کی مثال تاریخ میں پہلے کبھی نہیں ملتی۔ ہمارے ہی دورِ حکومت میں خواتین کو بااختیار بنایا گیا۔ موجودہ مقامی نظامِ حکومت میں بہت زیادہ خلاء موجود ہیں، جس کی وجہ سے عام لوگ اُس سے مستفید نہیں ہو سکیں گے۔ میرا خیال ہے کہ ایسا کوئی مقامی نظام جو عوام دوست نہ ہو کسی کے لئے بھی قابل قبول نہ ہوگا"۔ پنجاب اسمبلی میں اپوزیشن لیڈر اور تحریک انصاف کے ممبر پنجاب اسمبلی محمود الرشید نے کہا کہ "موجودہ حکمرانوں کو تیسری بار یہ موقع ملا ہے، لیکن بہت افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ ان کا اپنا ایک مخصوص مائنڈ سیٹ ہے اور وہ ارتکازِ اختیارات پر بالکل بھی یقین نہیں رکھتے۔ اسی لئے اس ایکٹ میں اختیارات کا ارتکاز نظر نہیں آتا۔ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے گذشتہ دورِ حکومت میں کچھ ایسے کام کیے ہیں جن کی مثال نہیں ملتی اُن میں اٹھارویں ترمیم کے ذریعے اختیارات کو نچلی سطح پر منتقل کیا۔ لیکن موجودہ حکمران اختیارات کو اپنی مٹھی میں ہی رکھنا چاہتے ہیں"۔ انہوں نے اس ایکٹ کے تحت اتھارٹیز کے قیام کو مسترد کرتے ہوئے کہا کہ "یہ ادارے پہلے سے قائم ہیں انہیں مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ لوکل گورنمنٹ حکومت کا تیسرا اہم ستون ہیں۔ ہم اسمبلیوں میں بھی اس کیلئے آواز بلند کریں گے، لیکن اگر ہمارے مطالبات پورے نہیں کیے گئے تو تمام سول سوسائٹی کے ساتھ ملکر احتجاجی مظاہرے کریں گے اور سڑکوں پر بھی آئیں گے"۔ مسلم لیگ (ق) کے پارلیمانی لیڈر سردار وقاص اختر نے کہا کہ " خواتین کی نمائندگی اور پنچائتی نظام بعد کی باتیں ہیں پہلے ہمیں اس قانون کے تحت مقامی نظام حکومت کی عوام تک منتقلی کو ممکن بنانا ضروری ہے۔ ہمیں کم سے کم وقت میں عوام کو اپنے ساتھ شامل کرنا چاہیے۔ ہمیں عوامی نمائندوں کے طور پر عوام کی اُمیدوں پر پورا اُترنا چاہیے۔ ہمیں اپنی سیاسی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر مقامی نظامِ حکومت کو عوام کی ضرورتوں کے مطابق بنانا ہوگا۔ اس قانون کا مقصد اختیارات کی بنیادی سطح پر منتقلی ہے اور اگر حکومت ایسا نہیں کرے گی تو ہم احتجاج کی کال دیں گے اور سول سوسائٹی کے ساتھ ملکر سڑکوں پر آئیں گے"۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کی نمائندہ ایم پی اے راحیلہ خادم حسین نے کہا کہ " مقامی نظام حکومت پر قانون سازی میں ساری سیاسی جماعتوں کا موقف سنا جا رہا ہے۔ قوانین میں خامیاں ہوتی ہیں جنہیں وقت کے ساتھ ساتھ درست کیا جاتا ہے اور نظام کی خرابیوں کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ ماضی میں جب عورتوں کو 33 فیصد نمائندگی دی گئی تو اُس میں اُن عورتوں لایا گیا جو زیادہ تر سیاسی جماعتوں کے نمائندوں اور وڈیروں کی بیویاں یا رشتہ دار تھیں جنہوں نے کوئی کام نہیں کیا۔ مجھ جیسی خواتین نمائندہ خواتین کی مخصوص نشستوں پر لانے کے قانون کو ختم کرنے کی بات کر رہی ہیں اور ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ عورتوں کو عام نشستوں پر لایا جائے۔ اگر جمہوری عمل جاری رہا تو بہت جلد بہتری اور تبدیلی آئے گی۔ سول سوسائٹی کی تنظیموں اور اپوزیشن کی مشاورت کے ساتھ ہی مقامی نظامِ حکومت کو منظور کیا جائیگا"۔ اقلیتوں کے نمائندہ گرمیت سنگھ (ننکانہ صاحب) نے کہا کہ مقامی نظامِ حکومت میں جب اقلیتوں کی نشستیں کم ہوتی ہیں تو ہم بہت سے اپنے حقوق سے محروم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب ہمارے نمائندے ان اداروں کا حصہ نہیں ہونگے تو پھر ہم اپنے مسائل کے حل کیلئے کسی کے پاس جانے سے قاصر ہو جاتے ہیں۔ پاکستانی شہری ہونے کے ناطے ہمارا پورا حق ہے کہ ہمیں بھی برابری کی بنیاد پر انتخابی عمل میں شامل کیا جائے"۔

اس کانفرنس میں خواتین اور مزدوروں کے نمائندوں نے بات کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں بھی مقامی نظامِ حکومت میں برابری کی بنیاد پر حق دیا جائے۔ اسی موضوع پر ایک کانفرنس چارسدہ میں بھی منعقد کی گئی جس کا اہتمام چارسدہ کی ایس اے پی کی پارٹنر تنظیم جاب کریٹنگ ڈیویلپمنٹ سوسائٹی نے کیا تھا جس میں جے سی ڈی ایس کے صدر علی اکبر، اور معاذ اللہ، سیپ پاکستان چارسدہ سے شبیر احمد اور ثمینہ، سابق کونسلرز اور نائب ناظم یوسی، میڈیا کے نمائندوں، سیاسی کارکنوں، آواز دیہی فورم کے کارکنوں، ضلعی ممبران اور سول سوسائٹی سے تعلق رکھنے والی دیگر شخصیات نے شرکت کی۔ ان کانفرنسوں میں آواز اور جواب دہی پروگرام کی تمام سرکردہ تنظیموں کی طرف سے ایک مشترکہ چارٹر آف ڈیمانڈ پیش کیا گیا جس میں حکومتوں کے سامنے درج ذیل مطالبات رکھے گئے:

☆ مقامی حکومتوں کو حکمرانی کی تیسری سطح تسلیم کرتے ہوئے اسے مکمل طور پر قانونی تحفظ فراہم کیا جائے۔ (بقیہ: صفحہ ۳)